نوٹ

27

فراقؔ گورکھپوری

شاعر کا تعارف

فراقؔ گورکھپوری کا پورا نام رگھوپتی سہائے اور تخلص فراق ہے۔ ان کی پیدائش ۱۸؍اگست ۱۸۹۶ء لکشمی بھون گورکھپور میں ہوئی۔ گورکھپور میں ابتدائی تعلیم ہوئی اور الہ آباد میور سنٹرل کالج سے بی۔ اے کیا۔ کئی جگہ ملازمت کرنے کے بعد فراق گورکھپوری الہ آبادی یونیورسٹی کے شعبۂ انگریزی میں لیکچرر ہوئے۔ انہوں نے بارہ شعری مجموعے بطور یادگار چھوڑے ہیں۔

ان کے شعری و ادبی خدمات کا اعتراف میں ملک کی کئی تنظیموں اور اداروں نے انہیں انعامات و اعزازات سے نوازا۔

فراق گورکھپوری کو اردو غزل کا اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے غزل میں اس وقت ایک نئی روح پھونکی جب ہر سو نظم کا شہرہ تھا۔ اپنی منفرد آواز اور غزل میں نئے اسلوب اور نئے مضامین کے لیے یاد کئے جانے والے فراق گورکھپوری کی پہچان ان رباعیوں سے بھی نہیں جنہیں ہم روپ کی رباعیوں کے نام سے جانتے ہیں۔ اپنی شاعری میں عشق کو ایک نئے معنی میں برتنے والے نے اردو میں عشقیہ شاعری کی روایت پر باضابطہ ایک تنقیدی کتاب بھی لکھی۔ فراق کی بیشتر رباعیاں عشقیہ ہیں جب کہ اردو میں رباعی کی شاعری کا اصلی مضمون بے ثباتی دنیا یا پند و نصائح رہا ہے۔ ان کی رباعیوں کو دو ادوار کئے جاسکتے ہیں۔ پہلے دور کی رباعی پر آسی غازی پوری، انیسؔ اور حالی کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ۱۹۲۵ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور کی رباعیوں کا اسلوب الگ ہے۔ خیالات میں انوکھا پن اور ہندوستانیت کا غلبہ ہے۔ یہ رباعیاں عشقیہ رنگ میں ڈوبی ہوئی تو ہیں مگر عشق کا یہ رنگ خالص ہندوستانی ہے۔ یہاں فراق نے معشوق کی ہر ہر ادا پر اپنی نگاہیں جمائی ہیں اور ان کا بیان نرالے ڈھنگ سے کیا ہے۔ یعنی ان رباعیوں میں سنگھار رس اور جذباتی لہریں اس طرح مل جل گئی ہیں کہ اب ان میں کسی قسم کا امتیاز دشوار ہے۔ ان رباعیوں میں ہندو کلچر کے جمال کو غالباً پہلی بار اردو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ فراق نے اپنی غزلوں میں بھی ہندی اور سنسکرت کے خوش نما الفاظ کے استعمال سے زبان اور بیان میں وسعت پیدا کی ہے۔

فراق کی رباعیوں کی اصل پہچان محبوب کے سراپا کا معصوم بیان ہے۔ ان کی مضمون آفرینی اور جدت نے ایک ایسا اسلوب خلق کیا ہے جسے پڑھنے والا فوراً پہچان لیتا ہے۔

نوٹ

مقاصد

ان رباعیات کو پڑھنے کے بعد آپ:

- رباعی کی تعریف بیان کرسکیں گے؛
- فراق گورکھپوری اور محروم کی رباعیوں کے شعری حسن پر اظہار خیال کرسکیں گے۔

آیئے پہلے فراق کی رباعیات پڑھ لیں۔

27.1 اصل سبق

پہلی رباعی

صحرا میں زمان ومکان کے کھو جاتی ہیں
صدیوں بیدار رہ کے سو جاتی ہیں
اکثر سوچا کیا ہوں خلوت میں فراق
تہذیبیں کیوں غروب ہوجاتی ہیں

زمان ومکان: زمانہ اور جگہ
بیدار: زندہ (جاگنا)
خلوت: تنہائی
غروب: ڈوبنا

دوسری رباعی

تو ہاتھ کو جب ہاتھ میں لے لیتی ہے
دکھ درد زمانے کے مٹا دیتی ہے
سنسار کے تپتے ہوئے ویرانے میں
سکھ شانت کی گویا توبری کھیتی ہے

27.2 متن کی تشریح

پہلی رباعی

صحرا میں زمان ومکان کے کھو جاتی ہیں
صدیوں بیدار رہ کے سو جاتی ہیں
اکثر سوچا کیا ہوں خلوت میں فراق
تہذیبیں کیوں غروب ہوجاتی ہیں

اس رباعی میں تہذیبوں کی تاریخ کی یاد دلاکر اس امر کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ دنیا میں چاہے انسان ہو یا اس کا کوئی بھی نظام یا تہذیب اسے اتار چڑھاؤ عروج اور زوال سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ آج جو قوم اور اس کی تہذیب بہت کمتر محسوس ہوتی

نوٹ

ہے کبھی اس تہذیب کا ڈنکا بجتا تھا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے جس کے نتیجے میں ہندوستان میں جس ہندو اسلامی تہذیب، گنگا جمنی تہذیب کا عروج ہوا تھا اُسے آج زوال کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ واضح رہے کہ رباعی کا آخری مصرع کو ہی رباعی کی روح قرار دیا گیا ہے۔ فراق نے پہلے کے تین مصرعے میں یہ نہ بتایا ہے کہ وہ کونسی ایسی شئے ہے جو زمان ومکان کے صحرا میں یعنی تاریخ اور وقت کے صحرا یا بیابان میں کھو جاتی ہے۔ جو صدیوں تک چمک دمک کی مثال بن کر زندہ رہتی ہے اور ایک دن ختم ہو جاتی ہے یعنی رو بہ زوال ہو جاتی ہے۔ تنہائی میں ہر حساس انسان کی شاید یہی سوچ ہوتی ہے کہ آخر دنیا میں پائی جانے والی یہ شاندار تہذیبیں ایک دن آخر کیوں ڈوب جاتی ہیں۔ شاید اس لیے کہ دنیا میں کسی شئے کو بھی ہمیشگی حاصل نہیں ہے۔ جو پیدا ہوتا ہے اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہوتا ہے۔ دکھ کے بعد سکھ اور سکھ کے بعد دکھ انسان اور اس کی تہذیب یا معاشرے میں ایک زندہ اصول ہے۔

27.3 زبان کے بارے میں

اس رباعی کو سمجھنے کے لیے تہذیبوں کی تاریخ کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ ہندوستان میں ویدک تہذیب اور اس سے پہلے موہن جوداڑو اور ہڑپا کی تہذیب آج کہاں ہے۔ تاریخ کے صفحوں میں ہے جسے ہم پڑھ کر اس تہذیب کے شاندار اقدار کا اندازہ کرتے ہیں۔ ایک حساس انسان کے ذہن میں یہ سوال اٹھنا فطری ہے کہ یہ شاندار تہذیبیں آخر ایک دن کیوں فنا ہو جاتی ہیں۔ اس رباعی میں ان باتوں کی طرف پڑھنے والے کے ذہن کو راغب کیا گیا ہے۔

زبان یعنی زمانہ مکانی یعنی جگہ۔ زمان ومکان سے ماوراء یعنی اس کے اثر سے آزاد صرف فن ہے فن کار ہے یعنی خدا ہے باقی دنیا کے ہر شئے زمان ومکان کی قید میں ہے اور جو زمان ومکان کی قید میں ہے اسے اُتار چڑھاؤ، زندگی اور موت کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔

اس رباعی میں فراق نے ردیف اور قافیے کے طور پر افعال کا استعمال کیا ہے جس سے اس رباعی کے مضمون تہذیب اور اس کی کہانی میں جو اُتار چڑھاؤ ہے اس کا نقشہ واضح ہوتا ہے۔ زمان ومکان عطف واؤ سے جڑے [illegible]ظ میں جو ہم قافیہ اور ہم صوت ہیں۔ اسے ہم عطفی مرکبات میں شمار کر سکتے ہیں۔ رباعی کا آخری مصرع ایک سوال ہے اور ظاہر ہے اس سوال کا جواب بہت ہی بحث طلب ہے اس سوالیہ انداز سے رباعی میں معنی آفرینی کی فضا پیدا ہوگئی ہے۔

متن پر سوالات 27.1

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. اس رباعی میں

i. تہذیبوں کی تاریخ یعنی عروج وزوال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ii. زمان ومکان کے فلسفے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

iii. نیوٹن اصولوں سے پیدا سوالات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

2. رباعی کا آخری مصرع کیا ہے؟

1. ایک سوال ہے

2. ایک جواب ہے

3. پوری رباعی کا ایک نچوڑ ہوتا ہے۔

27.4 متن کی تشریح

دوسری رباعی

تو ہاتھ کو جب ہاتھ میں لے لیتی ہے
دکھ درد زمانے کے مٹا دیتی ہے
سنسار کے تپتے ہوئے ویرانے میں
سکھ شانت کی گویا تو ہری کھیتی ہے

اس رباعی کا تعلق بے ثباتی دنیا یعنی زندگی چند روزہ ہے یا کسی قسم کے پندونصائح یعنی نصیحت سے نہیں ہے۔ اس رباعی میں محبوب یا عورت کی خصوصیات کا شاعرانہ اظہار کیا گیا ہے۔ سچ ہے کہ عورت کے بغیر یہ دنیا کسی ریگستان کی طرح ہے۔ کوئی گھر ایک کھنڈر کی طرح ہے۔ عورت اگر محبوب ہے تو یہ مرد یا عاشق کے لیے سراپا رحمت ہے۔ اس لیے پہلے مصرے میں کہا گیا ہے کہ جب عاشق کا ہاتھ محبوب اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے تو اسی لمحہ زندگی کا ہر غم، ہر درد ختم ہو جاتا ہے۔ تیسرے اور چوتھے مصرے میں شاعر نے محبوب یا عورت کو ہری کھیتی کہا ہے۔ یعنی دنیا کے اس تپتے ہوئے ریگستان میں عورت کسی حسین سائے کی طرح ہے یا کھیتی کی طرح ہے۔ عورت کا وجود اس دنیا کے لیے ایک سائے کے مانند ہے۔ شادابی کے مانند ہے۔ ہری کھیتی استعارہ ہے زندگی کی شادابی کا۔

27.5 زبان کے بارے میں

اردو شاعری میں محبوب کی تعریف کا مضمون ہر شاعر کے یہاں نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ تو وہیں عاشق جب ناراض ہو تو محبوب کو برا بھلا کہنے سے بھی نہیں چوکتا۔ اس رباعی کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ شاعری اور عورت کا ساتھ چولی دامن کا

ساتھ ہے تو وہیں عورت وہ ہستی ہے جسے دنیا میں ایک خاص طرح کشش ہے۔ عورت کو ہری کھیتی کہنا استعارہ ہے۔ استعارہ چیزوں کو نیا نام دینا ہے۔ یعنی یہاں عورت کا نیا نام ہری کھیتی ہے۔

متن پر سوالات 27.2

1. اس رباعی میں کس کی تعریف کی گئی ہے۔
   - (i) سیاست کی
   - (ii) محبت کی
   - (iii) محبوب کی
2. استعارہ کسے کہتے ہیں۔
   - (i) چیزوں کو نیا نام دینا استعارہ ہے
   - (ii) متضاد الفاظ کو استعارہ کہا جاتا ہے
   - (iii) اسم کی ایک قسم ہے

تلوک چند محرومؔ

27.6 شاعر کا تعارف

تلوک چند محرومؔ مغربی پنجاب (پاکستان) کے ضلع میاں والی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انگریزی میں بی۔اے تک تعلیم حاصل کی اور زندگی بھر اردو کی درس وتدریس میں مشغول رہے۔ جوشؔ کی طرح محرومؔ کو بھی نظم کے شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل ہے۔ محرومؔ کے کلام میں الفاظ کی برجستگی، اور خیالات کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان خوبیوں نے ان کی 'رباعیات' کو بھی حسن بخشا ہے۔ ان کے کلام میں ادبی، اخلاقی اور حسن کی فطرت کے مضامین ملتے ہیں۔ انہوں نے انگریزی اور فارسی کے پاکیزہ خیالات کو اردو کا جامعہ پہنچایا۔

زبان کی صفائی، طرز بیان کی سنجیدگی ان کے کلام کی خوبیاں ہیں۔ محرومؔ کی رباعیاں اخلاقیات کی تعلیم دیتی ہیں۔

نوٹ

آیئے پہلے محروم کی رباعیات پڑھ لیں۔

27.7 اصل سبق

پہلی رباعی

مذہب کی زباں پر ہے نکوئی کا پیام
حسنِ عمل اور راست گوئی کا پیام
مذہب کے نام پر لڑائی کیسی
مذہب دیتا ہے صلح جوئی کا پیام

دوسری رباعی

فطرت کی دی ہوئی مسرت کھوکر
اوروں کو نہ کر ملول غمگیں ہوکر
یہ عمر بہرحال گزر جائے گی
ہنس ہنس کے گزار یا رو رو کر

نکوئی: نیکی
پیام: پیغام
حسن عمل: اچھے کام
راست گوئی: سچ بولنا
صلح جوئی: میل ملاپ

27.8 متن کی تشریح

پہلی رباعی

مذہب کی زبان پر ہے نکوئی کا پیام
حسنِ عمل اور راست گوئی کا پیام
مذہب کے نام پر لڑائی کیسی
مذہب دیتا ہے صلح جوئی کا پیام

شاعر نے اس رباعی میں مذہبی رواداری، نیک عمل، سچائی اور بھائی چارے کی تعلیم دی ہے اور اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ لوگ مذہب کے نام پر کیوں لڑتے ہیں۔ مذہب تو میل ملاپ کی تعلیم دیتا ہے اور بھائی چارہ سکھاتا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ ہر مذہب یکجہتی، سچائی، ایکتا اور اچھے کام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ کوئی بھی مذہب فتنہ وفساد، لڑائی جھگڑا نہیں سکھاتا۔ شاعر اس بات پر حیران ہے کہ جب کوئی مذہب لڑائی جھگڑے کی تعلیم نہیں دیتا تو لوگ مذہب کے نام پر کیوں لڑتے ہیں؟

ماڈیول- 4
نظم کی دیگر اصناف

نوٹ

27.9 زبان کے بارے میں

مرحوم کی رباعی اقبالؔ کے اس مصرعے کو وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

صلح جوئی، راست گوئی، حسنِ عمل تینوں فارسی ترکیبیں ہیں۔

ترکیب الفاظ: دو الگ الگ الفاظ کو ملا کر نیا الفاظ بنانے کو ترکیب کہتے ہیں جیسے حسن اور عمل دو الگ الگ الفاظ ہیں۔ دونوں کو ملا کر ترکیب بنائی گئی ہے۔

جیسے حسن+عمل حسنِ عمل۔ اسی طرح صلح جوئی اور راست گوئی ترکیبیں ہیں۔

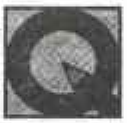

متن پر سوالات 27.3

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. اس رباعی میں مذہب کس بات کا پیغام دیتا ہے؟
   - (i) صلح جوئی
   - (ii) خدا ترسی
   - (iii) عبادت
2. اس رباعی کے ذریعے شاعر کا کیا پیغام ہے؟
   - (i) مل جل کر رہنا
   - (ii) اپنے اپنے مذہب کی پیروی
   - (iii) دوسروں کے مذہب کی عزت
3. 'ترکیب الفاظ' کسے کہتے ہیں؟
   - (i) کسی بات کے بنانے کو
   - (ii) قسمت آزمانے کو
   - (iii) دو الگ الگ الفاظ ملا کر ایک لفظ بنانے کو
4. مندرجہ ذیل میں ترکیب الفاظ پہچانیے۔
   - (i) راست گوئی

نوٹ

(ii) ستم اور ظلم

(iii) حسن اور عمل

27.10 متن کی تشریح

دوسری رباعی

فطرت کی دی ہوئی مسرت کھوکر
اوروں کو نہ کر ملول غمگیں ہوکر
یہ عمر بہرحال گزر جائے گی
ہنس ہنس کے گزار یا رو رو کر

شاعر کہتا ہے کہ قدرت نے سب کو خوشیاں دی ہیں۔ ان خوشیوں کو کھوکر، اداس پریشان نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ اُداس شخص دوسرے لوگوں کو بھی اُداس اور رنجیدہ کردیتا ہے۔ زندگی تو ہر حال میں گزارنی ہے۔ اس کو روتے ہوئے کیوں گزارا جائے۔ زندگی ہنس کر گزاری جائے تو آپ دوسرے لوگوں کو بھی خوش رکھ سکیں گے۔

زندگی اسی کا نام ہے کہ اپنا غم بھلا کر دوسرے لوگوں کو خوش رکھا جائے۔ زندگی میں آنے والی پریشانیاں، دکھ اور غم تو سب کو سہنے پڑتے ہیں، ان سے دکھی ہوکر اوروں کو کیوں دکھی کیا جائے؟ خوش رہو، سب کو خوش رکھو، یہی اصل زندگی ہے۔

27.11 زبان کے بارے میں

رونا، ہنسا متضاد الفاظ ہیں۔ متضاد الفاظ کو شعر میں استعمال کرنے کو صنعت تضاد کہتے ہیں۔ ملول، غمگین ہم معنی الفاظ ہیں۔ ہم معنی الفاظ کو مترادف الفاظ کہتے ہیں۔

متن پر سوالات 27.4

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. شاعر کے نزدیک زندگی کیسے گزاری جائے؟
   - (i) لڑتے ہوئے
   - (ii) روتے ہوتے
   - (iii) خوش رہ کر

2. صنعت تضاد کسے کہتے ہیں؟
   - (i) کسی خاص بات کے بیان کرنے کو
   - (ii) متضاد الفاظ استعمال کرنے کو

(iii) مترادف الفاظ کے استعمال کو

3. مترادف اور متضاد الگ الگ کر کے لکھیے۔

حزن وملال، رات ودن، صبح وشام، مسرت وانبساط، رنج وخوشی، اداس وغمگین

آپ نے کیا سیکھا؟

1. رباعی چار مصرعوں والی مختصر نظم کو کہتے ہیں۔
2. رباعی کو'دوبیتی' یا' ترانہ' بھی کہتے ہیں۔
3. رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے۔
4. رباعی کا آخری مصرع بہت اہم ہوتا ہے جس میں رباعی کا نچوڑ ہوتا ہے۔
5. رباعی میں حسن وعشق، اخلاق، فلسفہ اور تصوف وغیرہ ہر طرح کے مضامین کا بیان ہوتا ہے۔
6. محرومؔ اور فراقؔ کی رباعیات میں آپ نے زندگی کی حقیقتوں اور انسانی جذبات کا برمحل استعمال پایا۔

27.12 مزید مطالعہ

دیگر شعرا کی رباعیاں بھی پڑھیے۔ جیسے حالیؔ، جوشؔ، امجدؔ وغیرہ۔

27.16 اختتامی سوالات

1. رباعی کسے کہتے ہیں؟
2. رباعی کے خاص موضوعات کون کون سے ہیں؟
3. چند مخصوص رباعی گو شعرا کے نام لکھیے؟
4. ترکیب الفاظ کی تین مثالیں دیجیے۔

متن پر سوالات کے جوابات

27.1 .1 (i)

.2 (iii)

27.2 .1 (iii)

.2 (i)

نوٹ

27.3 1. (i)

2. (i)

3. (iii)

4. (i)

27.4 1. (iii)

2. (iii)

3. متضاد الفاظ: رات و دن، صبح و شام، رنج و خوشی

مترادف الفاظ: حزن و ملال، مسرت و انبساط، اُداس و غمگین